دل کی بات　　　　مدیر

بلوچستان کا مسئلہ اور حکمرانوں کی ذمہ داریاں

بلوچستان کا مسئلہ نہایت سنگین اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ بلوچ رہنما شدید ناراض ہیں اور بلوچستان کے عوام سے ہونے والی زیادتیوں اور مظالم پر سراپا احتجاج ہیں۔ وہ قومی حقوق سے محرومیوں کے ردّعمل میں علیحدگی کی شاہراہ پر گامزن ہیں۔

۲۷ ستمبر کو سپریم کورٹ میں ''بلوچستان بدامنی کیس'' کی سماعت کے موقع پر بلوچستان نیشنل پارٹی کے سربراہ اور سابق وزیر اعلیٰ سردار اختر مینگل نے عدالتِ عظمیٰ میں پیش ہو کر اپنا تحریری بیان جمع کرایا اور مسئلے کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں، جنہیں عدالتی حکم کا حصہ بنا دیا گیا۔

اختر مینگل نے اپنے بیان میں مؤقف اختیار کیا کہ بلوچستان میں خفیہ ایجنسیوں کے ڈیتھ سکواڈ قائم ہیں۔ بلوچستان میں مسلسل فوجی آپریشنز کے ذریعے عوام پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں لاپتہ افراد کا کوئی سراغ نہیں مل رہا۔

عدالتِ عظمیٰ نے اختر مینگل کے بیان پر صدرِ مملکت، وزیر اعظم، آرمی چیف اور انٹیلی جنس سربراہوں کا ردّعمل طلب کیا تو حکومت نے سب کی طرف سے مشترکہ جواب میں اختر مینگل کے بیان کو مسترد کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ بلوچستان میں کوئی ڈیتھ سکواڈ نہیں اور لاپتہ افراد ہمارے پاس نہیں۔

جبکہ سپریم کورٹ نے ڈیتھ سکواڈ ختم کرنے کا حکم جاری کیا۔ چیف جسٹس نے کہا کہ لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے آخری حد تک جائیں گے اور بلوچستان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اختر مینگل کا عدالت میں پیش ہونا اُن کے بارے میں غلط تأثر کی نفی ہے۔ سیاست دان مسئلے کو حل کرنے کے لیے کردار ادا کریں۔

سردار اختر مینگل نے مسئلہ بلوچستان کے حل کے لیے چھے نکات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تجاویز کو شیخ مجیب الرحمٰن کے چھے نکات سے مختلف نہ سمجھا جائے۔ حکمران انہیں تسلیم کر لیں ورنہ صورتِ حال بہتر نہیں ہو گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بنگالیوں کے خلاف ایک فوجی آپریشن نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا جبکہ بلوچوں کے خلاف مسلسل فوجی آپریشنز کے باوجود ابھی تک ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

سردار اختر مینگل کی باتیں بہ ظاہر سخت اور کڑوی ہیں لیکن ان میں حب الوطنی کی خوشبو موجود ہے۔ دراصل یہ محرومیوں اور مظالم کا ردّعمل ہے۔ پاکستان کے حکمران اور سیاست دان حُب الوطنی کی خوشبو سے نفع اٹھائیں، بلوچوں کے زخموں پر مرہم رکھیں اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کی کوشش کریں۔ حالات جس ڈگر پر جا رہے ہیں اگر انہیں درست نہ کیا گیا تو قابو سے باہر ہو جائیں گے بنگلہ دیش کے قیام کے بعد پاکستان کسی دوسرے بڑے نقصان کا متحمل نہیں۔ اختر مینگل، محمود اچکزئی اور دیگر قوم پرست بلوچ رہنماؤں سے مذاکرات کر کے اُن کی تجاویز پر غور کرنا چاہیے۔

شیخ مجیب الرحمٰن نے کہا تھا کہ:

''میں مشرقی و مغربی پاکستان میں رابطے کا آخری آدمی ہوں''

ہمارے سیاست دانوں اور اسٹیبلشمنٹ نے مجیب کی سُنی اَن سُنی کر دی بلکہ بھٹو نے ڈھاکہ اجلاس میں جانے والوں کی ٹانگیں توڑنے کی دھمکی دی اور پھر نتیجہ بھی پا لیا۔

دو برس قبل یہی الفاظ محمود اچکزئی بھی کہہ چکے ہیں کہ:

''ہمارے بعد بلوچوں میں پاکستان سے رابطے کا کوئی آدمی نہیں''

اور اب سردار اختر مینگل نے نواز شریف سے ملاقات میں کہا کہ:

''ہماری تجاویز نہ مانی گئیں تو ہم علیحدگی پر مجبور ہوں گے، خون خرابے سے بہتر ہے کہ گلے لگ کر الگ ہو جائیں۔ خونی طلاق سے بہتر ہے کہ راضی کی طلاق لے لیں''

شیخ مجیب الرحمٰن تحریک پاکستان کے پرجوش کارکن تھے۔ حکمرانوں کی نااہلیوں اور غلط پالیسیوں کے ردّعمل میں وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ اسی طرح سردار عطاء اللہ مینگل، اکبر بگٹی اور دیگر بلوچ رہنما تحریک پاکستان کے حامی رہے اور انھوں نے پاکستان سے الحاق کیا۔ آج پھر حکمران، سیاست دان اور اسٹیبلشمنٹ وہی آموختہ دہرا رہے ہیں جس کا نتیجہ بنگلہ دیش سے مختلف نہیں ہو گا۔ امریکا اور اس کے اتحادیوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ وہ افغانستان میں اپنی ذلت اور عبرت ناک شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتے ہیں اور بلوچستان میں میدان لگا کر پاکستان کو مزید تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

اکبر بگٹی کا قتل، سینکڑوں شہریوں کا لاپتہ ہونا، فوجی آپریشن اور دیگر معاملات پر سنجیدگی اور ٹھنڈے دل کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی امید کی کرن باقی ہے اور اس سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ورنہ

گلشن کا خدا حافظ

☆☆☆